Al-Qawārīr - Vol: 04, Issue: 03,
April – June 2023

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

طالبات کی کردار سازی میں خواتین اساتذہ کا کردار

Role Of Women Teachers In Character Development Of Students

Dr. Asma Aziz
Assistant Prof. Department of Islamic Studies,
GC Women University Faisalabad
Shama Naz
M-Phil Scholar, Department of Islamic Studies,
Government College Women University Faisalabad
Anam Sattar
M-Phil Scholar, Department of Islamic Studies,
Government College Women University Faisalabad

Version of Record

Received: 11-April-23 **Accepted**: 02-May-23
Online/Print: 20- Jun -2023

ABSTRACT

Teachers play an important role in the development of the nation and society. Teachers are the backbone of society, They guide, developed, and trained the students. Each education system also trains in a particular style and produces a particular style of person. Along with men, women teachers have a significant role in the sustainability of society. Women universities can play an important role in the development of a dominant society by providing women with the knowledge and skills required to resist oppressive forces and claim their rights. In the contemporary era, the training of women teachers is integral for providing the best education to the new generation. Along with educational training, Character building of students is the responsibility of teachers. There is no doubt that women teachers have been an incredible source of guidance and enlightenment. Character building of University female students includes proficiency in languages, introduce a decent dress code, and promoting the positive thinking ability, developing confidence among students. This article comprises of the case study of role of women teachers in government college university, Faisalabad along with Government college university. Women can participate as actively as men do in the development of Pakistan, only if they will get a quality education and character-building skill.

Keywords: *Women, character development, education, teacher, universities*

تمہید

طالبات کی کردار سازی میں اساتذہ کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے بلاشبہ اساتذہ طالبات کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتے۔ معاشرے کی تشکیل میں فعال واہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اساتذہ انسانی کردار کی بنیادی اصلاح کر کے مہذب معاشرہ کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ طلبہ کو ذمہ دار شہری بنانا اساتذہ اکرام کا اولین فرض ہے۔

کردار کی تعریف

گرامر کے لحاظ سے کردار مونث ومذکر ہے۔[1] لغت میں جس سے مراد طرز، روش، طور طریق، قاعدہ، شغل، کام، عمل، دھندا بھلا کرنا چلن، رویہ، عادت خصلت، برتاؤ، خو، بان جیسے ہر شخص کی رفتار و کردار جدا ہے۔ بعض نے اس لفظ کو کردار یعنی کردن کی ماضی اور آرمت حاصل بالمصدر سے مثل گفتار رفتار وغیرہ مرکب خیال کیا ہے لیکن اس صورت میں بالفتح ہونا چاہیے۔[2]

کردار اور اخلاق کا آپس میں تعلق

کردار انسان کے وہ خصلت وعادات ہیں جو انفرادی طور پر انسان میں نشوونما پاتے ہیں۔ جن کی بدولت انسانی زندگی کے ردِ عمل اور حالات کا پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل اور علم کی بنیاد اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اسلام اخلاق وکردار کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ آج کے نوجوانوں کی بنیادی ضرورت کردار سازی ہے اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ مختلف مراحل سے گزر کر مفید اور کامیاب انسان بن سکے اگر ہم درج ذیل منصوبے اپناتے ہیں تو ہم نوجوان نسل کی کردار سازی میں موثر کردار ادا کرسکتے ہیں۔ نوجوان نسل کی کردار سازی کے لیے جو منصوبے بنائے گئے ہیں۔ ان پر عمل درآمد کروانے کے لیے معاشرے کے اہم مسائل بدامنی لاقانونیت، کرپشن اور فرقہ واریت ہیں۔ ان تمام مسائل کا خاتمہ ضروری ہے کیونکہ ان تمام مسائل کا تعلق کردار کے بحران سے ہے۔ ہماری حکومت نے ابھی تک وہ مطلوبہ نظام نہیں دیا۔ جو معاشرے کے لیے بامقصد اور مفید شہری فراہم کرسکے۔ ان مسائل کے حل کے لیے تعلیم نظام کا مرکز ومحور بنانے کی ضرورت ہے۔ نوجوان نسل کی کردار سازی کو ہر لحاظ سے بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

کیونکہ پاکستان کا مستقبل نوجوانوں سے وابستہ ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نوجوان نسل اخلاقی بیماریوں سے دور ہے تو ہمیں آج ہی سے اپنی قوم کردار سازی کی طرف بھرپور انداز سے توجہ دینی ہوگی۔ اگر ہماری نسل جھوٹ ظلم وزیادتی، کرپشن الزام تراشی، لالچ اور بداخلاقی طریقہ کار اپنائے ہوتے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم اپنی نسل ختم کر چکے ہیں۔

کردار سازی اور معاشرہ کی تشکیل بذریعہ تعلیم وتربیت

کردار سازی، تزکیہ نفس، تعمیر سیرت اور تربیت ہم معنی الفاظ اور اصطلاحات ہیں تزکیہ قرآنی اور دینی اصطلاح ہے جب کہ تعلیمی اداروں میں اس کے لیے تربیت کی اصلاح ہے۔ تربیت بھی ایک اچھا مسلمان اور انسان بننے کا وسیلہ ہے اگر تعلیم وتعلم کے نظریہ سے دیکھا جائے تو تربیت مطلوب ہے۔ جہاں تک تعلیم اور حصول علم کا آپس میں تعلق ہے تو وہ تربیت کا ذریعہ ہے نہ کہ آخریں مقصد ہے۔[3]

تربیت ایک جامع اصطلاح

یہ محض دینی تربیت نہیں بلکہ جسمانی، نفسیاتی، اجتماعی، اخلاقی، ایمانی فنی اور پیشہ اس میں شامل ہے۔ مسلمانوں کی تربیت کی اساس اصولاً اسلام ہی ہے چونکہ یہ واحد نظریہ اور عقیدہ ہے جو تمام عمر اس پر بحث کرتا رہتا ہے اور ہر زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔[4]

اخلاق کے لغوی معنی

"اخلاق" سے حرفی مادہ (خ۔ل۔ق) سے مشتق ہے جس کے معنی مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی نے ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: "الخلق، عادت، طبعی خصلت، طبیعت، مزاج فطرت اخلاق کے ہیں۔"[5] دنیا کے تمام مذاہب کی بنیاد اخلاق پر ہے آج تک کائنات میں جس قدر پیغمبر آئے سب نے اخلاق کی بنیاد پر ہی تعلیم دی جیسے سچ بولنا اچھا اور جھوٹ بولنا بُرا ہے، انصاف بھلائی اور ظلم بُرائی ہے، خیرات نیکی اور چوری بدی ہے وغیرہ۔ مصباح اللغات میں اخلاق کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے: "طبعی خصلتیں، طبیعت اور عادت۔"[6]

اخلاق کا اصطلاحی مفہوم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

> آدمی جن اعمال کا اہتمام سے قصد کرتا ہے اور جو اخلاق اس میں جمع ہوتے ہیں۔ وہ سب نفس ناطقہ کی جڑ سے نکلتے ہیں پھر اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور نفس کے دامن کو چمٹ کر اسے گھیر لیتے ہیں اور اخلاق کے نفس کی طرف عائد ہونا اس طرح ہے کہ جب کوئی شخص کام کا ارادہ کرتا رہتا ہے اس کو بکثرت کرتا ہے تو اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور پھر بآسانی اس کو کر سکتا ہے اور کچھ غور و فکر یا ارادہ کی محنت برداشت کرنے کی ضرورت پیش نہیں ہوئی۔ اس لیے ضروری ہے کہ نفس اس کام سے متاثر ہو جاتا ہے[7]

سید سلیمان ندویؒ اخلاق کی یوں تعریف بیان کرتے ہیں:

> "اخلاق سے مقصود باہم بندوں کے حقوق و فرائض وہ تعلیمات ہیں جن کو ادا کرنا ہر انسان کے لیے مناسب بلکہ ضروری ہے انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا ہر شے سے تھوڑا بہت تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی تعلق کے فرض و بحسن خوبی انجام اخلاق ہے۔"[8]

اسلام میں اخلاق حسنہ کا درجہ

اسلام میں اخلاق حسنہ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نماز میں جو دعا مانگتے تھے اس کا ایک حصہ یہ ہوتا تھا۔" واھونی لا حسن الایھدی لا حسنما الاانت اوصرف عنی شیئا لقاالا یصرف عنی سئیا لقاالا انت"[9] (اے میرے اللہ تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی کہ تیرے سے بہتر سے بہتر اخلاق کی کوئی راہ نہیں دکھا سکتا اور بُرے اخلاق کو مجھ سے پھیر اور ان کو کوئی نہیں پھیر سکتا لیکن تو)

اس دعا کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایک پیغمبر جو کہ تمام انسانوں کے لیے بہترین نمونہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ وہ بھی بارگاہ الٰہی سے جو چیز مانگتا ہے وہ بھی حسن اخلاق ہے ایمان سے بڑھ کر اسلام میں کوئی چیز نہیں لیکن اس کی تکمیل بھی اخلاق ہی سے ممکن ہے۔

قرآن پاک میں اخلاق کی اہمیت

خُلَق اور خَلَق اصل میں دونوں ایک ہی ہیں جیسے شرب، یشرب وصوم اور صو، مگر ان میں اتنا فرق ہے کہ خلق بمعنی خلقت یعنی اس شکل وصورت پر بولا جاتا ہے جس کا تعلق ادراک بھر سے ہوتا ہے اور خلق کا قوی باطنہ اور عادات وخصائل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جن کا تعلق بصیرت سے ہے۔[10] ارشاد ربانی ہے: "وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ"[11] (اور اخلاق تمہارے بہت عالی ہیں)۔ کردار سازی وہ خصلت جو انسان اپنے اخلاق سے حاصل کرتا ہے۔

حدیث میں اخلاق کی اہمیت:

ایک روایت کے مطابق اس کی اہمیت کا اندازہ یوں لگا سکتے ہیں:

> "حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں تم میں سب سے بہتر شخص کے بارے میں خبر دوں میں؟ ہم نے عرض کی "کیوں نہیں" ارشاد فرمایا: وہ جو تم میں سے اچھے اخلاق والا ہے۔"[12]

قرآن کی روشنی میں تعلیم وتربیت کی اہمیت

جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا کہ تربیت وتزکیہ نفس ہم معنی الفاظ ہیں اور تزکیہ کے بارے میں قرآن پاک میں حکم نے بتایا ہے کہ پیغمبروں کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں۔ سیرت اور نبی کریم ﷺ بھی اس لیے مبعوث کیے گئے تھے کہ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں یعنی ان کی تعمیر سیرت اس انداز میں کریں کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل کرتے ہوئے سچے اور صحیح مسلمان بن سکیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

> "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰىo وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰىo بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَاo وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰىo اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى"[13]
>
> (کامیاب ہو گیا ہو جس نے تزکیہ نفس کیا۔۔۔ یہی بات پہلے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

> "يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ"[14]
>
> (جو انہیں تیری آیات سنائے ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے)

مزید فرمایا:۔

"يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"[15]

(جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے)

آخری دو آیات کو بغور سے دیکھنے سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ایک تزکیہ نفس کو تعلیم کتاب وحکمت سے پہلے لایا گیا ہے اور دوسری جگہ بعد میں۔ جس سے بات سمجھ میں آتی ہے کہ پیغمبر آخر اعظم ﷺ کے مقصد کی ابتدا بھی تزکیہ نفس ہے اور انتہا بھی اور یہ بات قابل فہم ہے کیونکہ تزکیہ نفس کے بغیر نہ تو کوئی نفس ایمان لا سکتا ہے اور نہ ایمان لا کر اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔

انبیاء کی بعثت کا اصلی مقصد

اگر یہ سوال کیا جائے کہ انبیاء کی بعثت سے اللہ تعالیٰ کا حقیقی مقصد کیا ہے؟ کیا غرض ہے جس کے لیے اس نے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری کیا اور شریعت اور کتابیں نازل فرمائیں؟ تو اس کا صحیح جواب صرف ایک ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ نفوس انسانی کا تزکیہ حضرت ابراہیمؑ نے آنحضرت کی بعثت کے لیے جو دعا فرمائی اس میں آپ کی بعثت کی اصلی غائب یہی بیان فرمائی ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کا تزکیہ کریں:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ"[16]

(اے ہمارے رب! تو ان میں سے ایک رسول بھیج، جو ان کو تعمیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور اور ان کا تزکیہ کرے، بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے)

حضرت ابراہیم کی اس دعا کے مطابق جب انحضرت ﷺ کی بعثت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بعثت اور اس کے مقاصد کا حوالہ ان الفاظ میں دیا۔

اچھے معاشرے کی تشکیل بذریعہ کردار سازی

طالبات مستقبل کی مائیں ہیں اگر ان کی اچھی کردار سازی کر دی جائے آنے والی نسلیں سنواری جاسکتی ہے۔ جو انسان اس ماحول میں پیدا ہوتے ان میں سے بہت کم انسان انقلاب لانے والے ذہن کے ہوتے ہیں یا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے والے ذہن کے ہوتے ہیں جو اپنے معاشرے سے الگ سوچ رکھ سکیں اس لیے دوسرے لوگ بھی ان کی سوچ کو اپنا لیتے ہیں۔ آج کے معاشرے میں بہت سے عناصر سرگرم نظر آتے ہیں۔ افراد پر اپنے بڑے نقش ثبت کرتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر سیاسی جماعتیں، سوسائیٹیاں، سیمنار، پریس، عجائب گھر، پلیٹ فارم، ریڈیو، کتب خانے اور خدمت خلق وغیرہ انسان ساری زندگی ان سے کچھ نہ کچھ سیکھتا رہتا ہے اس قسم کے معاشرے افراد کو بلندیوں پہنچانے اور ان کی سیرت وکردار کو سنوارنے

میں بہت ہی مدد گار ثابت ہوتے ہیں۔ تعلیم و تربیت کے عوامل کے ذریعے بہتر معاشرے کی تشکیل ہو سکتی ہے۔ تعلیم و تربیت کے عوامل ایک بہتر معاشرے کی تشکیل کے لیے محرک کے طور پر مدد گار ثابت ہوتے ہیں۔[17]

اسلام نے تعلیم و تربیت کے ذریعے کردار سازی کا فروغ

تعلیم و تربیت کے معنی و مفہوم

تعلیم کا لفظ علم سے ماخذ ہے اس کا مادہ۔ ع۔ل۔م ہے۔ جہل کی ضد میں استعمال ہوتا ہے۔ مصباح اللغات میں "علم" کے معنی یوں بیان ہوئے ہیں: "حقیقت شے کا ادراک کرنا۔"[18] ڈاکٹر جمیل جالبی کے نزدیک تعلیم کے معنی یوں بیان کیے ہیں: "پڑھنا تعلیم دینا درس دینا کسی کی ذہنی، جمالیاتی، جسمانی یا اخلاقی، نشوونما کو تعلیم کو تربیت کے ذریعے جلا دینا۔"[19]

بذریعہ وحی پہلا حکم ربانی "اقراء"

عرب میں اسلام سے پہلے تعلیم کو تدریس کو کوئی رواج نہ تھا آپ ﷺ کو آمد کے بعد ہی تعلیم و تدریس کا انتظام شروع ہوا۔ آپ ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے پڑھنے کا حکم دیا۔" اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ "[20] (اپنے پیدا کرنے والے رب کے نام کے ساتھ پڑھو)۔ درج بالا آیت سے ثابت ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اسلام نے اشاعت تعلیم کی ہمہ گر مہم باری کر دی۔ جس نے قلیل مدت میں ہی دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کو اپنی آغوش میں لے لیا دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کو اپنی آغوش میں لے لیا دنیا میں سب سے پہلے لازمی تعلیم اسلام نے جاری کی ہے۔ کوئی الہامی کتاب اشاعت علم میں قرآن مجید کی ہمسری نہیں کر سکتی ہے۔ اسلام نے اشاعت تعلیم کو صرف وعظ و نصیحت اور اخلاقی ہدایت پر نہیں چھوڑ دیا بلکہ عوام الناس کی دینی اور اخلاقی تربیت کو اسلامی ریاست کی ذمہ داری قرار دیا ہے اس کی ریاست کا دستوری وظیفہ قرار دیا ہے۔[21]

اس طرح تعلیم کے ذریعے وسیع مفہوم میں وہ تمام معلومات تجربات شامل ہوتے ہیں۔ جو گود سے گود تک ہر فرد پر ضابطہ خود حاصل کرتا ہے اسے حاصل کرائے جاتے ہیں۔[22]

قرآن کی روشنی میں علم کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَي الْمَلٰۗىِٕكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِــُٔـوْنِىْ بِاَسْمَاۗءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ "[23] (اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (انبیاء کے) نام سکھائے، پھر سب (امتیاز) ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے بتاؤ، بولی تو پاک ہے مجھ کو کچھ علم نہیں مگر تو ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا ہے:

"وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَالْحَقَّ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ "[24]

(اور جنہیں علم ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تمہاری صرف تمہارے پاس اُترا وہی حق ہے عزت والے سب خوبیوں کی راہ بتا دیتا ہے)

علم کی اہمیت حدیث کی روشنی میں

علم حاصل کرنا ہر فرد پر فرض ہے علم کی اہمیت کا انداز آپؐ کی درجہ ذیل احادیث مبارکہ سے لگا سکتے ہیں:"طلب العلم فریضة علی کل مسلم "[25](علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے)۔ درج بالا حدیث سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے بلکہ عورت پر اتنا ہی فرض ہے جتنا مرد پر ہے۔ کیونکہ علم حاصل کرنے کی تڑپ ہر مومن مومنہ میں ہونی چاہیے وہ دینی علم ہو یا پھر دنیاوی کیونکہ سیکھانے کا عمل انسان میں فطری طور پر موجود ہوتا ہے۔ دینی تعلیم کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:"فقیه اشد علی الشیطان من الف عابد "[26](ایک فقہ، شیطان کے لیے ہزاروں عابدوں سے زیادہ سخت ہے)

آپ نے یوں ارشاد فرمایا:

"من سلک طریقا یلتمبس فیه علما سهل الله له طریقاً الی الجنة "[27]

(جو شخص ایسی راہ اختیار کرلے جس میں اسے علم حاصل ہو تو اس کی دولت بدولت اللہ اس کے لیے جنت میں راہ آسان کردے گا)

صرف علم حاصل کرنے والا ہی نہیں بلکہ علم سیکھانے والے کی بھی بہت اہمیت و فضیلت ہے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

"وان الملائکة لتفع اجنحتها رضی لطالب وان العلم یستغفد له من فی السموت و من فی الارض حتی الحیتان فی المآء"[28]

(معلم خیر کے لیے تمام چیزیں دعائے مغفرت کرتی ہے خدا اور اس کے فرشتے اور جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے یہاں چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی پانی میں)

ایک متعلم جب تک علم حاصل کرتا رہتا ہے تب تک وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" منق خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله حتی یرجع"[29](جو علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک وہ واپس نہ آجائے) علم کو دوسروں تک پہنچانے کے بارے میں آپ ﷺ نے آخری خطبہ میں یوں ارشاد فرمایا:"بلغواعنی ولوآیة "[30](میری تعلیم لوگوں تک پہنچاؤ چاہے وہ ایک ایک ہی کیوں نہ ہو) ۔علم کی فضیلت کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"وفضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب "[31](عالم کو عابد پر اس طرح فضیلت ہے جیسے چاند کی ستاروں پر)

درج بالا تمام احادیث مبارکہ کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ علم سیکھانا اور سیکھنا اسلام میں اہم فریضہ ہے انسان کو معاشرے دین کا

ایک اچھا فرد بنانے کے لیے ضروری کہ اس کی بہتر نشو و نما اور تعلیم و تربیت کی جائے اور علم ایک ایسا خزانہ ہے جو انسان حاصل کر کے بہت ساری راہیں ہموار کرتا ہے اور علم ایک ایسا قیمتی سرمایہ ہے۔ جسے جو دوسرا انسان نہیں چھین سکتا۔ آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے ثابت یہ بھی ہوتا ہے علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

عورتوں کی تعلیم عہد رسالت میں

"اسلام کا ایک خاص فکر و علمی نظام ہے اس نظام کو وہی شخص ٹھیک سے چلا سکتا ہے۔ جس کی تربیت اس نظام پر ہوئی ہے کیونکہ ایک عورت نے ہی اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ عورت کی بھی منصب تعلیم و تربیت کی جائے اسی طرح معاشرہ صحیح معنوں میں مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کی اخلاقی تربیت بہت ضروری ہے۔"[32]

عورتوں کی تعلیم

مسلمانوں کی زندگی کا دارومدار تعلیم کی واقفیت سے ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ آپ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے وقت جو شرائط عائد کرتے تھے وہ ایک قسم کی تعلیم تھی قرآن کریم میں یوں بیان ہوا ہے:

"يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"[33]

(اے نبی جب مسلمانوں عورتوں آپ ﷺ کے پاس آئیں کہ آپ ﷺ پر ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کہ ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور چوری کریں گی اور نہ بدکاری کی اولاد لائیں کی اور جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بنالیں اور شروع باتوں میں وہ آپ کے خلاف باتیں نہ کریں گی آپ ﷺ ان کو بیعت کر لیا کریں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کر لے بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے)

اسلام میں لونڈیوں کی تعلیم

اسلام میں لونڈیوں کی بھی تعلیم و تربیت کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:"قال رسول الله ثلاثة لهم اجران رجل من اهل الكتب امن بنبيه واص لبمحمد والعبد المحلوك ادا ادى حق الله حق مواليه كانت عنده امة فادبها فاحسن تاديبها وعلمها و حق فاحسن تعليمها لمه اعتها قتنة و جهافله اجرن"[34]

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کے لیے دوگنا اجر ہے ایک وہ جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی ﷺ پر ایمان لائے اور دوسرا وہ غلام جو اپنے آقا اور اللہ کا حق ادا کرے اور تیسرے وہ جس کے پاس کوئی لونڈی ہو جس سے شب باشی کرتا

ہے اور اسے تربیت دے تو اچھی دے اور تعلیم دے تو عمدہ تعلیم دے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے تو اس کے لیے دوگناہ اجر ہے)۔

جمعہ اور عیدین کی نماز میں شرکت

جمعہ اور عیدین کی نماز میں عورتیں بھی شرکت کرتی اور آپ ﷺ خطبات سے مستفید ہوتی۔ آپ ﷺ ان کو احکام کی تعلیم دیتے پھر ایک دن عورتوں کے لیے ایک خاص دن ہفتے میں تعلیم وتربیت کے لیے مختص کر دیا گیا:

"عن ابی سعید الحذری قالت النسا النبی علینا علیک الرجال فاجعل لنا یلو مافن نفسک قوعد هن یوما لقهن فیه فوعظهن وامرهن "[35]

(ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی ﷺ سے کہا کہ مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں اس لیے آپ ﷺ اپنی طرف سے ہمارے لیے کوئی دن مخصوص فرمائیں تو آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا اس دن عورتوں نے آپ سے ملاقات کی اور انہیں وعظ فرمایا)

ازواج مطہرات کی تعلیم

آپ ﷺ کوشش فرماتے کیونکہ گھرانے کی عورتیں دین کی بنیادی تعلیمات سے بے خبر نہ رہیں۔ حضرت عائشہ نے اپنے باپ کے زیر نظر تعلیم وتربیت پائی حضرت عائشہ ہر وقت آپ ﷺ سے دینی تعلیم حاصل کرتی آپ ﷺ جب بھی لوگوں کو دین و دنیا کی تعلیم کا درس دیتے تو حضرت عائشہؓ اس مجلس میں شریک رہتی تھیں اگر کوئی بات سمجھ نہ آتی تو آپؐ جب زنانہ کھانے میں تشریف لائے تو پوچھ کر شرح کرلیتی کبھی اٹھ کر مسجد کے نزدیک چلی جاتی اور جب تک تسلی نہ ہوتی صبر نہ کرتی اور ہر حکم کی شدت سے پابندی کرتی۔[36]

خواتین اور دنیوی تعلیم

آپ ﷺ نے نہ صرف عورتوں کی دینی تعلیم پر زور دیا بلکہ آپ ﷺ نے دنیا کی تعلیم کو بہت ضروری سمجھا۔

زیب وزینت سے متعلق تعلیم وتربیت

ازواج مطہرات ایسے نسوانی شرم وحیاء اور وعزت وعظمت کی حفاظت کی پابندی کرتی بلکہ عورتوں کو بھی سختی سے پابندی کا حکم دیتی۔ اس سلسلے میں دوسرے جگہ حضرت عائشہؓ کی روایت خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ سید عائشہؓ نے ہر لحاظ سے عورتوں فشن و رواج کے سیلاب بہہ کر اسلامی اقتدار ناہونے کی ہدایت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "حمام میری عورتوں کی امت پر حرام ہے۔" اسی طرح ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا میں اپنی بیٹوں کی گنگی اس شراب سے کرتی ہوں سید نے دریافت فرمایا کس شراب کے ساتھ حضرت عائشہ نے فرمایا اگر تم خنزیر کے خون کے ساتھ گنگی کرو تو تم اس طرح پاکیزہ بن جاؤ گی عرض کیا بالکل نہیں فرمایا تو یہ بھی اس طرح ہے۔[37]

صدر اسلام میں تعلیم وتربیت کی ترویج میں خواتین کا کردار

طالبات کی کردار سازی کے حوالے سے اسلام ہمیں سیکھاتا ہے کہ عورتوں کی تعلیم عورتوں کے ذریعے ہی زیب دیتی ہے مثال کے طور پر مسائل طہارت کے بارے میں عورتوں کی تعلیم و تربیت آپ ﷺ کے ذمہ تھی۔ اس میں ازواج مطہرات کی شرکت بہت ضروری تھی۔ کیونکہ آپ ﷺ اپنی طبیعت و مزاج کے لحاظ سے کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے اور حیاوالے تھے اور اصحابیات بھی براہ راست مسائل آپ ﷺ سے پوچھنے سے شرماتی تھیں کیونکہ ان کے پاس مسائل ایسے ہوتے تھے جن کو صرف خواتین ہی یعنی ازواج مطہرات ہی بیان کر سکتی تھی اس بارے میں بخاری لکھتے ہیں:

"عن عائشه ان امراه من الانصار قالت للنبیﷺ: کیف اغسل من المحیض؟ قال: خذی مزفة ممسكة فتوفي ثلاثاتم ان النبی استخیافا بوجهه اوقال: توفى بها فذتها فجذ بتها واخذ نها بما یرید النبیﷺ "[38]

(ایک عورت نے آپ ﷺ سے پوچھا میں حیض کا غسل کیسے کروں اس طرح (پھر فرمایا) ایک پیالہ لے اور تین بار پاکی کر پھر آپ ﷺ کو شرم آئی آپ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اس عورت کو گھسیٹ لیا اور آنحضرت کا مطلب تھا اس کو سمجھا دیا)

احکام حج کے حوالے سے عورتوں کی تعلیم وتربیت

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے سفر حج کے دوران ازواج مطہرات آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتی تھیں اور وہ بھی عورتوں کو حج کے ادب و مناسک کی تعلیم و تربیت دیتی تھیں۔ حج میں سر منڈوانا تر شوانا بہت حاجیوں کے لیے ضروری ہے اور عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ کسی قدر بال کٹوا دینا کافی ہے۔ اس بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"خواتین حالت احرام میں چہرے پر نقاب ڈالیں نہ برقا اور ایسا کپڑا پہنے جو ورس اور زعفران سے رنگا ہوا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رنگے کپڑے کی خوشبو نہیں سونگھنا۔ حضرت عائشہؓ کے قریب عورت کے لیے زیور سیاہ اور گلابی کپڑے اور موزے پہننا جائز ہے۔"[39]

احکام عدت کے حوالے سے عورتوں کی تعلیم وتربیت

عدت اس وقت کو کہا جاتا ہے جو ایک عورت کو بیوہ یا پھر طلاق کی حالت میں اپنے غم (سوگ) میں گزارنا ہوتی ہے۔ امہ مسلم سے روایت ہے:"ان امراته توفي زوجها فجشوا عینیها قاتو ادمول الله فیستا ذنوه فی الکحل فقال الاتکحل"[40] (اے عورت کا خاوند مر گیا اس کی آنکھوں پر لوگ ڈرے، آخر وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے سرمہ لگانے کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لگا سکتی ہے)

ایک اور روایت میں آتا ہے:"نهى ولاتمس طيبا الاذنى طهرها اذا طهرت نبذة من قسط واظفار"[41](نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سوگ والی عورت خوشبو لگائے مگر حیض سے پاک ہوتے وقت یعنی حیض سے پاک ہو اسا عطر یا اظفار استعمال کر سکتی ہے)

تین مختلف جامعات میں سروے کے مطابق جو نتائج نکلے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

طلبا کی کردار سازی میں خواتین اساتذہ کا کردار کا جائزہ (سروے)

طلباء کی کردار سازی میں خواتین اساتذہ کا کردار کا جائزہ لینے کے لیے ۱۵۰ طلباء سے سوالنامے کے ذریعے ایک تجزیاتی سروے کیا گیا۔ سروے میں کیے جانے والے سوالات طلباء کی عمر، کردار سازی، اخلاق وعادات، ان کا رویہ، اساتذہ کا طلباء کے ساتھ رویہ، اساتذہ کا طلباء کے ساتھ رویہ، ان کا سلوک کا علم وغیرہ شامل تھے۔ آخر میں طلباء سے ان کی آراء لی گئی کہ وہ کس قسم کردار سازی چاہتے ہیں۔

* جوابدہ طلباء میں ۱۸ سے ۲۵ سال کے طلباء شامل تھے۔
* ۸۵ فیصد طلباء کے مطابق پڑھائے جانے والے نصاب میں کردار سازی پر عنوانات شامل ہونے چاہیے۔
* ۵۰ فیصد طلباء کے مطابق ایک پیریڈ مخصوص کرنا چاہیے۔
* ۶۰ فیصد طلباء اساتذہ کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ ۴۰ فیصد طلباء اساتذہ کی بات کو غور سے نہیں سنتے۔
* ۸۰ فیصد طلباء کے مطابق خواتین کی کردار سازی میں خواتین اساتذہ ہی بہتر کردار ادا کر سکتی ہیں۔
* ۸۰ فیصد طلباء کے مطابق لڑکوں کی تربیت مرد حضرات (اساتذہ) اور لڑکیوں کی کردار سازی کے لیے خواتین اساتذہ ہی مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔
* ۸۰ فیصد طلباء کے مطابق خواتین اساتذہ ہی لڑکیوں کی کردار سازی بہتر کر سکتی ہیں کیونکہ خواتین ہی خواتین کو بہتر سمجھتی ہیں۔
* ۴۵ فیصد طلباء کے مطابق کردار سازی پر بات کرنے کے لیے اساتذہ کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ وہ زیادہ تر وقت نصاب پڑھانے کو دیتے اور چلے جاتے۔

طلباء کے نظریات کا جائزہ لیتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ خواتین اساتذہ ہی طلباء کی کردار سازی مؤثر اور بہتر انداز میں کر سکتی ہیں۔ کردار سازی جو کہ طلباء کے لیے لازمی وملزوم ہے۔ اس بارے میں طلباء کے نکتہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے چند تجاویز پیش کی گئی ہیں جو طلباء کی کردار سازی خواتین اساتذہ کے ذریعہ میں اہم کردار ادا کریں گی اور بہتر انداز سے طلباء کی کردار سازی ممکن ہو سکتی ہے۔

کردار سازی پر عنوانات:

مختلف یونیورسٹیوں میں سروے سے یہ پتا چلا ہے کہ کردار سازی پر درج ذیل عنوانات شامل ہیں:

(i) تمباکو نوشی سے منع کرنا (ii) وقت کی پابندی

(iii) محسن انسانیت خدمتِ خلق (iv) اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت

کردار سازی پر اساتذہ کی گفتگو

سروے سے یہ پتا چلتا ہے کہ بعض طلباء کے مطابق اساتذہ کرام طلباء وطالبات کی کردار سازی پر گفتگو کرتے ہیں لیکن بعض نے کہا ہے کہ اساتذہ کرام کے لیے نصاب پڑھانے کے علاوہ وقت نہیں ہوتا کہ وہ طلباء کی کردار سازی پر گفتگو کر سکیں۔ اس لیے اساتذہ کو چاہیے کہ طلبا کی کردار سازی پر معیاری گفتگو کرنی چاہیے۔

بعض اساتذہ کے مطابق جو اساتذہ طلباء کے کردار سازی پر گفتگو کرتے ہیں ان کو درج ذیل احکامات اپنانے کی ہدایات کرتے ہیں:

i۔ اسلامی اقدار کے مطابق خود کو ڈھالنے کی گفتگو کرتے ہیں۔

ii۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا کہتے ہیں۔

iii۔ مشکل وقت میں ایک دوسرے کے کام آنے کا حکم دیتے ہیں۔

iv۔ اخلاقیات اور اسلامی طرزِ زندگی اپنانے پر گفتگو کرتے ہیں۔

اساتذہ کی ہدایات پر عمل

سروے کے مطابق یہ بات سامنے آئی ہے کہ جو اساتذہ اپنے طلباء کی کردار سازی کے لیے ہدایات کرتے ہیں۔ طلباء بھی ان کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں اور آہستہ آہستہ ان کی ہدایات پر عمل کر کے اپنا طرزِ زندگی اس کے مطابق ڈھالتے ہیں۔

خواتین کی تعلیم کی اہمیت

مختلف سروے کے مطابق زیادہ تر طلباء کی رائے ہے کہ خواتین اساتذہ کی تعلیم بہت ضروری ہے کیونکہ وہ آنے والی نسلوں کو سنوارتی ہیں۔ ایک عورت معاشرے کی بنیادی اکائی ہوتی ہے۔ ایک مرد کی تعلیم ایک مرد کی ہی تعلیم ہوتی ہے جبکہ ایک عورت کی تعلیم پورے خاندان اور معاشرے کی تعلیم ہوتی ہے۔

خواتین کی کردار سازی میں خواتین اساتذہ کا کردار

سروے کے مطابق زیادہ تر طالبات کی رائے ہے کہ کردار سازی کے حوالے سے مرد اساتذہ لڑکوں کی اور خواتین اساتذہ لڑکیوں کی بہتر کردار سازی کر سکتے ہیں۔ خواتین کی کردار سازی خواتین اساتذہ ہی مؤثر انداز سے کر سکتی ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں خواتین ہی خواتین کو بہتر انداز سے سمجھ سکتی ہیں۔

حاصل بحث

درج بالا بحث سے یہ نتیجہ پتا چلتا ہے کہ خواتین کی تعلیم معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔خواتین کی تعلیم کے بغیر ایک بہتر اور مثالی معاشرے کی بنیاد ناممکن ہے۔ اچھے اخلاق ہی اچھے کردار تعمیر کرتے ہیں۔ اساتذہ کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مختلف سروے کے مطابق یہ بات سامنے آئی ہے کہ دورِ جدید کے اساتذہ کے پاس طلباء کی کردار سازی پر بات کرنے کے لیے وقت نہیں ہوتا۔ اساتذہ نصاب کی حد تک طلباء سے گفتگو کرتے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم وتربیت اور کردار سازی خواتین اساتذہ کے ذریعہ ہی بہتر طور پر ممکن ہو سکتی ہے کیونکہ خواتین ہی خواتین کو بہتر انداز سے سمجھ سکتی ہیں۔ خواتین کی تعلیم ہر دور میں ضروری رہی ہے۔ عہدِ رسالت ﷺ میں بھی صحابیاتؓ نے عورتوں کی تعلیم کا بندوبست کیا۔ حضرت عائشہؓ خواتین کو احکام الٰہی سکھاتی اور دین کی تعلیم وتربیت دیتی تھیں۔ نفسیات کے مطابق ایک عورت ہر طرح کے مسائل میں عورت سے بے جھجک مسائل کے بارے میں رہنمائی لے سکتی ہے۔ اس لیے خواتین کی کردار سازی خواتین اساتذہ کے ذریعہ ہی ممکن ہونی چاہیے۔ خواتین اساتذہ طلباء کی کردار سازی میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔

سفارشات

درج ذیل مقالے میں ہونے والے کام اور اس سے متعلق کیے جانے والے سروے کے مطابق میرے ذہن میں درج ذیل سفارشات ہیں جو اس کے فروغ میں بہت معاون و مددگار ثابت ہوں گی۔ سفارشات درج ذیل ہیں:

1. خواتین کی تعلیم کے فروغ کے لیے مناسب انتظامات کیے جائیں۔
2. خواتین اساتذہ کے لیے مناسب تعلیمی پالیسی ترتیب دی جائے۔
3. خواتین کی تعلیم اور کردار سازی خواتین اساتذہ کے ذریعہ اس کو فروغ دیا جائے۔
4. خواتین کی کردار سازی پر سیمینارز منعقد کیے جائیں۔
5. طالبات کی کردار سازی کے لیے نصاب میں بطور مضمون شامل کیا جائے۔
6. حکومت کو چاہیے کہ ایسی تعلیمی پالیسی بنائی جائے جس میں ایک دن یا ایک خاص پیریڈ رکھا جائے جس میں صرف طلباء کی کردار سازی پر گفتگو کی جائے۔ ان کی کردار سازی کی جائے۔
7. طالبات کی کردار سازی کے ذریعہ ایک اسلامی معاشرہ وجود میں لایا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ مولوی، سید احمد دہلوی، **فرہنگ آصفیہ**، (لاہور: مطبعہ رفاہ عام، 1326ھ)، 2162:3

Sayyad Ahmad Dehlavi, *Farhang-e-Asfiya* (Lahore, Maktba’a Rifahy Ama, , 1326 AH), 3: 2162

2۔ مولوی، سید احمد دہلوی، **فرہنگ آصفیہ**، 2162:3

Sayyad Ahmad Dehlavi, *Farhang-e-Asfiya*, 3: 2162

3۔ محمد امین، ڈاکٹر، **تعلیمی ادارے اور کردار سازی**(لاہور: بخاری پرنٹنگ پریس، 1997ء)، 13۔

Muḥammad Amīn, Dr., *T‘alīmī-Idāry-Aūr-Kirdār-Sāzī*(Lāhore: Bukhārī Printing Press, 1997), 13.

4۔ محمد امین، ڈاکٹر، **تعلیمی ادارے اور کردار سازی**، 13۔

Muḥammad Amīn, Dr., *T‘alīmī-Idāry-Aūr-Kirdār-Sāzī*, 13.

5۔ وحید الزمان، **القاموس الوحید**(لاہور: ادارہ اسلامیات، 2001ء)، 469۔

Waḥīd Al-Zamān,*Al-Qāmūs Al-Waḥīd*(Lahore:Idāra Islāmiyāt,2001),469.

6۔ بلیلاوی، ابو الفضل عبد الحفیظ، مولانا، **مصباح اللغات**(ملتان: مکتبہ امدادیہ، 1950)، 53۔

Balyāwi, Abul-Fazl Abdul Hafeez, Maulana, *Miṣbah Al-Lughat*(Multān: Maktaba Imdādīya, 1950), 53.

7۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، **حجۃ اللہ البالغہ** (کراچی: قدیمی دار الاشاعت، 1971)، 56۔

Deḥlavī, Shaḥ Walīullaḥ, *Hujjatullaḥ Al-Bālighaḥ* (Karachi: Dar al-Sha'at, 1971), 56.

8۔ علامہ شبلی نعمانی، **سیرۃ النبی ﷺ**، (لاہور: الفیصل ناشران، 1991)، 8:6

ʿAllama Shibli Nʿomāni, *Sīrat-al-Nabi* (Lahore: Al-Faiṣal, 1991),6:8.

9۔ علامہ شبلی نعمانی، **سیرۃ النبی ﷺ**، 284:4۔

ʿAllama Shibli Nʿomāni, *Sīrat-al-Nabi*, 6:284 .

10۔ راغب اصفہانی، **مفردات القرآن**(لاہور: اہل حدیث اکادمی، 1971)، 318۔

Rāghib Aṣfahānī,Mufradāt Al-Qur’ān(Lahore: Ahle Hadith Academy, 1971), 318.

11۔ القلم: 4:68۔

Al.Qalam: 68:4.

12۔ منذری، عبد العظیم بن عبد القوی، **الترغیب والترھیب**(بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1417ھ)، الرقم: 4071۔

Munzarī, ‘Abd al-‘Azīm bin Abd al-Qawī, *al-Targhīb wa al-Tarḥīb* (Beīrūt: Dār al-Kitab al-Ilmīya, 1417 AH), Ḥadīth #: 4071

13۔ الاعلیٰ، 19:87.

Al. ‘Alā, 87: 19.

[14] البقرہ،129:2

Al-Baqaḥraḥ, 2:129

[15] آل عمران،:124:3۔

Āl-e- Imrān,3:124.

[16] البقرہ،129:2

Al-Baqaḥraḥ, 2:129

[17] افضل حسین، **فن تعلیم وتربیت**(لاہور:اسلامی پبلشرز، س۔ن)،26۔

Afẓal Hussaīn, *Fun-e-T'alīm-w-Tarbīyat* (Lahore: Islamic Publishers, S.N.), 26 .

[18] بلیلاوی، ابو الفضل عبد الحفیظ، مولانا، **مصباح اللغات**،(دہلی: مکتبہ برہان، 1950ء)،55۔

Balyāwi, Abul-Fazl Abdul Hafeez, Maulana, *Miṣbah Al-Lughat* (Delhī: Maktaba Burḥān, 1950), 55.

[19] افضل حسین، **فن تعلیم وتربیت**،644۔

Afẓal Hussaīn, *Fun-e-T'alīm-w-Tarbīyat*, 644.

[20] العلق،1:92۔

Al-'Alaq, 92: 1.

[21] علامہ شبلی نعمانی، **سیرۃ النبی**،(لاہور:الفیصل ناشران، 1991)،287۔

ʿAllama Shibli Nʿomāni, *Sīrat-al-Nabi* (Lahore: Al-Faiṣal, 1991), 287.

[22] افضل حسین، **فن تعلیم وتربیت**،20۔

Afẓal Hussaīn, *Fun-e-T'alīm-w-Tarbīyat*, 20.

[23] البقرہ،22:2۔

Al-Baqaḥraḥ, 2:22

[24] سبا،6:50۔

Saba',50:6.

[25] ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**(الریاض، دار السلام، 1999)، الرقم:224۔

Ibn Māja, Muḥammad Bin Yazīd, *Sunan Ibn Māja*(Riyādh: Dār al-Salām, 1999), Ḥadīth #224.

[26] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **جامع الترمذی**،(الریاض: دار السلام للنشر،1430ھ)، الرقم:2488 ۔

Tirmadhī, Muḥammad ibn 'Isa, *Sunan Tirmidhī* (Al-Riyādh: Dār al-Salām Linashar, 1421 AH), Ḥadīth #:2488.

27 ۔ الترمذی، **جامع الترمذی**، الرقم: 2647۔

Tirmadhī, *Sunan Tirmidhī,* Ḥadīth #:2647.

28 ۔ الترمذی، **جامع الترمذی**، الرقم: 2454۔

Tirmadhī, *Sunan Tirmidhī,* Ḥadīth #:2454.

29 ۔ الترمذی، **جامع الترمذی**، الرقم: 2648۔

Tirmadhī, *Sunan Tirmidhī,* Ḥadīth #:2648.

30 ۔ الترمذی، **جامع الترمذی**، الرقم: 2648۔

Tirmadhī, *Sunan Tirmidhī,* Ḥadīth #:2648.

31 ۔ الترمذی، **جامع الترمذی**، الرقم: 2488۔

Tirmadhī, *Sunan Tirmidhī,* Ḥadīth #:2488.

32 ۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**، الرقم:224۔

Ibn Māja, Muḥammad Bin Yazīd, *Sunan Ibn Māja*, Ḥadīth #224.

33 ۔ **الممتحنہ**،60:12۔

Al-Mumtaḥina,60:12.s

34 ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح** (دار طوق النجاۃ،1422ھ)، الرقم: 97۔

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Al-Jamy' Al-Ṣaḥīḥ* (Dār Tawq al-Najāḥ, 1422H), Ḥadīth #: 97.

35 ۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: 101۔

Al-Bukhārī, *Al-Jamy' Al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth #: 101.

36 ۔ ۔ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، **سنن ابو داؤد** (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، س۔ن)، رقم: 5148.

Abū Dā'ūd Sulaīmān Bin Al-Ashʿath,Sunan Abū Da'ūd(Beīrūt:Al-Maktaba Al-Aṣriyya,n.d.), Ḥadīth #: 5148.

37 ۔ منصور احمد بٹ، **امہات المومنین** (لاہور: عظیم اینڈ سنز پبلشرز، 2004ء)، 13۔

Mansūr Aḥmad Butt, Umaḥāt al-Mominīn (Lahore: Azim and Sons Publishers, 2004), 13.

38 ۔ النشاپوری، محمد بن عبد اللہ، **المستدرک للحاکم**، (بیروت: دار الکتب العربیہ، 2010)289۔

Al-Nishāpūrī, Muḥammad Bin ʿAbdullaḥ, *Al-Mustadrik Lil Ḥākim*,(Beirut: Dār al-Kutab al-Arabia, 2010) 289.

39 ۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: 306۔

Al-Bukhārī, *Al-Jamy' Al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth #: 306.

40 ۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: 5136۔

Al-Bukhārī, *Al-Jamy' Al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth #: 5136.

41 ۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: 5261۔

Al-Bukhārī, *Al-Jamy' Al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth #: 5261.